مخنّث کی سماجی حیثیت اور فقہی احکام

عبدالغفار*

بنی نوع انسان کی دو واضح اصناف کے علاوہ ایک اور صنف جو بظاہر تو مکمل انسان ہے مگر نہ ہی مکمل مرد اور نہ ہی مکمل عورت ہوتی ہے۔ خواجہ سرا، خسرا، نربان، مخنث اور لیڈی بوائے وغیرہ کے نام سے پکارے جانے والے معاشرے میں موجود ان کرداروں کی حقیقت بڑی دردناک ہے۔ اس بھیس کو اپنانا شاید ان کی مجبوری ہے۔ ساری زندگی انسان کی حیثیت حاصل کرنے کے خواب دیکھنے والی یہ قدرت کی وہ مخلوق ہے جن میں شدید شناختی بحران پایا جاتا ہے۔ یہ کردار جو پیدا تو ابن آدم ہوا مگر نہ جانے کب سے اس نے بنت حوا کا روپ دھارا اور ہمارے گلی کوچوں میں ناچتا چلا آ رہا ہے۔ لوگ انہیں نفرت اور تمسخر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر یہ ایسی حقیقت ہے جو کسی بھی گھر میں جنم لے سکتی ہے۔ کسی مخنث کو تنگ کرنا، انہیں برے القابات سے نوازنا ہمارے لئے معمولی بات ہے مگر کسی نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ ان کے دلوں پر کیا گزرتی ہے۔ ہمارا رویہ کس طرح ان کی عزت نفس کو مجروح کرتا ہے۔ یہ ہماری طرح کے انسان ہیں اور ان کی بھوک پیاس بھی ہماری طرح ان کے ساتھ ہے جسے ہر حال میں انہیں پورا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے اکثر تو ایسے ہیں جن کا روزگار رات کی تاریکی سے شروع ہوتا ہے اور زیادہ تر کردار کا کام بھیک مانگنا اور دربدر دھکے کھانا ہے۔ ان کا تعلق بھی عام گھرانوں سے ہوتا ہے مگر معاشرتی ناانصافی کی بنا پر انہیں گھر چھوڑنا پڑتا ہے اور یہ اپنے ہی جیسوں میں آ کر پناہ لے لیتے ہیں جہاں کوئی ان کو طعنہ نہیں دیتا۔ ان کی آزمائش ان کے پیدا ہونے سے شروع ہوتی ہے اور قبر تک انکا پیچھا کرتی ہے۔

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان کی جنسی کمزوری کو محض ایک کمزوری کے طور پر لیا جائے۔ جس طرح معاشرے میں معذور افراد سے عام معمول سے ہٹ کر برتاؤ کیا جاتا ہے اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ بھی بطور خاص ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جانا چاہئے۔ قرآن وسنت میں بلاتخصیص جنس اور مذہب کسی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ اختیار کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ معاشرے میں کسی فرد کو جنسی یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے یا کسی جسمانی ساخت میں کی دشواری کی وجہ سے کسی کو کوئی خاص لقب دینے یا کسی خاص نام سے پکارنے پر سخت

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان

وعید سنائی گئی ہے۔ باقی رہا سوال کہ یہ منحوس، بدکردار اور زبوں و ذلیل ہوتے ہیں تو یہ انہی پہ کیا موقوف یہ برائیاں دیگر لوگوں میں بھی ہوتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کئی غبار آلود چہروں اور بکھرے بالوں والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم ڈال دیں تو ان کی قسم پوری کر دی جاتی ہے۔"(۱)

ہوسکتا ہے جن کو ہم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو۔

اولاد اس کی ہے جس کے بستر پر پیدا ہو:

پاکستان میں خواجہ سراؤں کے رجسٹریشن فارم میں ولدیت کے خانے نے ان کے لیے مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔ ان کے بقول رجسٹریشن کے جدید نظام سے ان کا صدیوں پرانا وراثتی نظام متاثر ہوگا جس کے تحت ایک خواجہ سرا کی جائیداد کا وارث دوسرا خواجہ سرا ہوتا ہے۔ عدالت عالیہ کے حکم پر خواجہ سراؤں کی رجسٹریشن شروع کی گئی ہے جس پر ان کی بڑی تعداد نے خوشی کا اظہار کیا ہے تو بعض کو تحفظات بھی ہیں۔ محسن آرزو لاہور کے علاقے کوٹ لکھپت اور چونگی امرسدھو کے خواجہ سراؤں کے گرو ہیں اور ان کا اپنا ایک ڈیرہ بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب والدین اپنے مخنث بچے کو اپناتے ہی نہیں ہیں اور وہ ان کے لیے شرم کا باعث بن جاتا ہے، جو ہمیں اپنی اولاد کہنے پر شرمندہ ہوتا ہے تو پھر خواجہ سراؤں کے رجسٹریشن فارم میں ولدیت کے خانے کا جواز ہی نہیں رہتا۔ موصوف نے مزید بتایا کہ کوئی بھی گرو کبھی بھی کرائے کے مکان میں نہیں رہتا بلکہ اس کا اپنا ذاتی مکان ہوتا ہے جو اسے اپنے سے پہلے والے گرو سے وراثت میں ملتا ہے۔ انہوں کہا کہ املاک یا جائیداد گرو اور اس کے چیلوں کی کمائی ہوتی ہے اور گرو کے مرنے کے بعد انہی کی برداری میں سے نیا گرو اس کا انتظام سنبھالتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ولدیت کے خانے میں حقیقی باپ کا نام ہوگا تو پھر مخنث کا بہن بھائی اس جائیداد کے وارث بننے کے دعویدار ہوسکتے ہیں جس پر ان کا اخلاقی طور پر کوئی حق نہیں ہے۔ اسی ڈیرے پر موجود ایک بزرگ مخنث حاجی منگو نے کہا کہ والدین بہن بھائی تو ہمارے دشمن ہوتے ہیں اور وہ ہمیں ناپسند کرتے ہیں، ہمیں اپنے گھروں میں آنے سے منع کرتے ہیں اور مرنے کی صورت میں وہ جنازے پر بھی نہیں آتے۔ اس نے مزید کہا کہ حکومت ایسے لوگوں کا نام کیوں ہمارے نام کے ساتھ جوڑنا چاہتی ہے جو ہمارے دشمن ہیں۔ خواجہ سراؤں کے احساسات و جذبات اپنی جگہ درست اور مبنی برحقیقت ہیں تاہم اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات ایسی ہیں جو واضح اور درست سمت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ

يَهْدِي السَّبِيلَ۔ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ۔(الاحزاب ۲۱:۴،۵)

''اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا، یہ تو تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور وہ سیدھی راہ سجھاتا ہے۔لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ۔اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے۔پھر اگر تمہیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔''

مذکورہ بالا قرآنی حکم سے اس رواج کی ممانعت کر دی گئی جو عہد جہالت سے چلا آ رہا تھا اور جن کے حقیقی باپوں کا علم ہے تو دیگر تمام نسبتیں ختم کر کے ان کی طرف انہیں منسوب کرنے کا حکم دیا گیا ہے البتہ جن کے حقیقی باپوں کا علم نہ ہو تو انہیں بھائی اور دوست بنانے کا کہا گیا ہے نا کہ بیٹا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اولاد اسی کی ہے جس کے بستر پر پیدا ہوئی ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہیں۔(۲) اس حدیث کو صحاح ستہ اور دیگر محدثین نے بروایت صحیح نقل کیا ہے۔ہٰذا ولدیت کے خانے میں گرو کی بجائے اس کے حقیقی والد کا نام ہی لکھا جانا چاہئے۔اس لئے کہ معاشرے میں اگر ان کے حقوق کی آگاہی سے متعلق شعور بیدار ہو ہی گیا ہے تو اس کو ابتداء ہی سے درست نہج پر ڈالنا چاہئے اور خود ساختہ گُرو نظام کو ختم کر کے اجتماعیت میں ضم ہو جائیں۔اگر خواجہ سرا اب بھی ولدیت کے خانے میں گرو کا نام لکھوانا چاہتے ہیں تو پھر ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ اپنا، عوام الناس اور عدلیہ کا وقت برباد نہ کریں اور راضی برضاء ہو کر ابراہیم ذوق کے بقول تم بھی چلے چلو یونہی، جب تک چلی چلے۔

تاریخی پس منظر:

تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں یہ لوگ خواجہ سرا کے نام سے جانے جاتے تھے اور لفظ خسرہ لفظ خواجہ سرا سے ہی نکلا ہے۔فارسی زبان میں خواجہ سرا ایسے افراد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی نگرانی پر مامور ہو۔ماضی میں یہ روایت عام تھی کہ بادشاہ، راجے، مہاراجے، نواب اور امیر طبقے کے لوگ اپنے حرموں کی نگرانی کے لیے ایسے افراد کا چناوء کرتے تھے جو پیدائشی نامرد ہوتے تھے یا پھر جن کو دوسرے ملکوں سے لا کر مخنث کر دیا جاتا تھا۔ان افراد کو خواجہ سرا کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔یہ لوگ انتہائی اعلی معیار کے نشانہ باز، عمدہ شہ سوار اور ماہر تیر انداز ہوتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ گھروں میں رہنے کی وجہ سے ان پر نسوانی حرکات غالب آتی گئیں یہاں تک کہ انہوں نے مکمل نسوانی روپ دھارنا شروع کر دیا۔رفتہ رفتہ یہ لوگ محلات سے نکل کر محلوں میں پھیل گئے اور اس طرح ان کے اصل اوصاف ختم ہو کر صرف ناچ گانے تک محدود ہو گئے۔

معروف بزرگ امیر خسروؒ کے بارے میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسی صنف سے تعلق رکھتے تھے۔لیکن تاریخ سے اس بات کا کوئی ثبوت تو نہیں ملتا کہ آیا امیر خسرو اسی صنف سے تعلق رکھتے تھے یا نہیں۔البتہ انہوں نے زندگی بھر شادی نہیں کی جبکہ خواجہ سراؤں کے بارے میں مشہور ہے کہ شروع شروع میں یہ انہی کے گیت گاتے تھے۔ غالباً اسی نسبت سے انہیں خسرا کہا جانے لگا۔تاہم مولانا شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امیر خسروؒ کو فرزندان معنوی کے علاوہ اولاد ظاہری بھی عطا کی تھی۔ان کے ایک بیٹے کا نام ملک احمد تھا جو شاعر اور سلطان فیروز شاہ کے دربار میں ندیم تھا۔(۳)

تاریخی شواہد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نواب اودھ واجد علی شاہ نے اپنی فوج میں خواجہ سراؤں پر مشتمل ایک فوجی دستہ تشکیل دے رکھا تھا جو کہ تاریخ میں خواجہ سراؤں کی باقاعدہ واحد فوجی بٹالین تھی اور ان کی یونیفارم بھی زنانہ لباس پر مشتمل تھی۔ان افراد کو تکنیکی بنیاد پر نامرد نہیں کہا جا سکتا، ایک عام مرد بھی اس چیز کا شکار ہو سکتا ہے۔ یہ عام طور پر وہ افراد ہوتے ہیں جن کی جنس پیدائش کے وقت متعین نہیں کی جا سکتی اور بڑے ہونے پر مختلف ہارمونل جانچ پڑتال کے بعد ان کو قریبی مرد یا عورت کہا جا سکتا ہے۔اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ ان کا ہارمونل بیلنس کس طرف زیادہ ہے۔تاہم وہ عام انسانوں کی طرح اپنی نسل کو آگے بڑھانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

خواجہ سراؤں کو چار اقسام یعنی پیدائشی مخنث مرد، پیدائشی مخنث عورت، نربان اور اقوای میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ان میں پیدائشی مخنث مرد کی تعداد بہت کم ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک ہزار خواجہ سراؤں میں کوئی ایک پیدائشی مخنث مرد ہوتا ہے۔ پیدائشی مخنث مرد جسمانی ساخت کے اعتبار سے مرد ہوتا ہے مگر خود کو مرد کے جسم میں عورت کی روح تصور کرتا ہے۔ایسے افراد کے اعضائے مخصوصہ یا تو انتہائی مختصر ہوتے ہیں یا سرے سے ہوتے ہی نہیں جس کی وجہ سے یہ نسل انسانی آگے بڑھانے کے قابل نہیں ہوتے۔دوسری قسم پیدائشی مخنث عورت ہے جس کی جسمانی ساخت عورتوں سے مشابہ ہوتی ہے مگر تولیدی اعضاء مکمل نہیں ہوتے۔سائنسی اعتبار سے اس طرح کی معذوری کروموسومز کی طے شدہ تعداد میں تبدیلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔مثال کے طور پر مرد اور عورت کے اختلاط کے نتیجے میں سپرم اور ایگ ملتے ہیں تو تولیدی عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔قدرت نے نر کے ڈی۔این۔اے۔میں ایکس۔ وآئی۔کروموسومز رکھے ہیں اور مادہ کے ڈی۔این۔اے۔میں ایکس۔ایکس۔کروموسومز ہیں۔اگر اختلاط کے نتیجے میں ایکس۔ایکس کروموسومز کا ملاپ ہو تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر ایکس۔وآئی کروموسومز کا ملاپ ہو تو پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوتا ہے۔کروموسومز کے اس ملاپ میں کسی بھی طرح کی بے قاعدگی نومولود کی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی لا سکتی ہے۔ جیسے اس ملاپ میں کروموسومز کی تعداد دو سے زیادہ ہو جائے جیسے کہ ایکس۔ایکس۔ایکس یا ایکس۔

ایکس۔ وآئی۔ تو ایسی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ظاہری طور پر تو لڑکا یا لڑکی ہوگا مگر اس کا رجحان اور عادات مخالف جنس جیسا ہوگا یعنی اگر جسمانی طور پر لڑکا ہے تو اس کی عادتیں لڑکیوں جیسی ہوں گی اور اگر جسمانی طور پر لڑکی ہے تو اس کی عادات لڑکوں جیسی ہوں گی۔ اسی مناسبت سے ان کو پیدائشی مخنث یا پیدائشی ہیجڑی کہا جاتا ہے۔ پیدائشی خواجہ سراؤں میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ اپنے آپ کو مخنث ظاہر نہیں کرتے اور عبادت گزاری میں اپنی تمام زندگی گزار دیتے ہیں۔

خواجہ سراؤں کی تیسری قسم کو نربان کہتے ہیں۔ نربان دو الفاظ کا مجموعہ ہے نر اور قربان یعنی کہ وہ مرد جو اپنا نرپن قربان کر دے، نربان کہلاتا ہے۔ نربان سے مراد ایسا مرد یا لڑکا ہے جو اپنے جبلی رجحان سے مجبور ہو کر تبدیلی جنس کے عمل سے تو نہیں گزرتا مگر اپنے اعضائے مخصوصہ کٹوا دیتا ہے اور خواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ عمل آپریشن کے ذریعے انجام نہیں پاتا بلکہ ڈیرے کا گرو ایک رسم کے تحت یہ کام سرانجام دیتا ہے۔ خواجہ سراؤں کی چوتھی قسم کو اقوای کہتے ہیں جس کی آگے مزید دو اقسام ہیں ایک زنانہ اور دوسری زنخا۔ زنانہ ایسے مخنث کو کہتے ہیں جو اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہو کر اپنی وضع قطع خواجہ سراؤں سی بنا لے اور زنخا ایسا لڑکا یا مرد ہوتا ہے جسے خواجہ سراؤں کا گروہ ترغیب دے کر اپنے ساتھ شامل کر لیتا ہے زنخا اور زنانہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ زنانہ خود خواجہ سراؤں کے گروہ میں شامل ہوتا ہے اور زنخے کو یہ لوگ ترغیب دے کر اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی اقوای میں شامل ہوتے ہیں جنہوں نے صرف پیشے کے طور پر یہ روپ دھار رکھا ہے یا پھر وہ لوگ جو بچپن میں ہونے والی جنسی زیادتی کے نتیجے میں معمول کی زندگی بسر کرنے سے گریزاں ہیں۔

خواجہ سراؤں کو جنسی معذوری کی وجہ سے نہ تو معاشرہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی ان کے گھر والے قبول کرتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ عام طور پر معاشرے سے کٹ کر متوسط طبقے کی آبادیوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ عام انسانوں کے مقابلے میں ان کی اقدار اور رسم و رواج بھی مختلف ہوتے ہیں۔ عورتوں کی طرح کا لباس پہنتے ہیں تاکہ دوسرے لوگوں میں ممتاز نظر آئیں۔ آپس میں جو زبان بولتے ہیں وہ فارسی چندرنا کہلاتی ہے۔ یہ لوگ عموماً ٹولیوں کی شکل میں رہتے ہیں اور ہر ٹولی کا ایک لیڈر ہوتا ہے جو گرو کہلاتا ہے۔ گرو سب سے زیادہ تجربہ کار اور عمر رسیدہ شخص ہوتا ہے۔ جس گھر میں یہ رہتے ہیں اس کو ڈیرہ کہا جاتا ہے۔ اگر کسی ڈیرے کا، گرو، مر جائے تو اس کی جگہ نئے گرو کا چناؤ ہوتا ہے۔ منتخب ہونے والے گرو کے سر پر قل والے دن پگڑی رکھ دی جاتی ہے جبکہ چالیسویں کے دن نئے گرو کی رسم تاج پوشی کی جاتی ہے جو ڈیرے کی ذمہ داریاں سنبھال لیتا ہے۔

خواجہ سراؤں کو معاشی لحاظ سے تین طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اول امیر طبقہ جو کہ جائیداد اور قیمتی

زیورات کا مالک ہوتا ہے ان کی تعداد بہت کم ہے۔ دوم متوسط طبقہ جس میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو شادی بیاہ، تھیٹر یا کلب میں ناچتے ہیں اور جسم فروشی بھی کرتے ہیں اس طبقے کے لیے ڈیک ڈانسر کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ سوم وہ طبقہ جو رقص کر کے یا بھیک مانگ کر اپنی بنیادی ضروریات پوری کرتا ہے۔ یہ طبقہ طبلہ رقص کی تربیت مراثیوں سے حاصل کرتا ہے اسی مناسبت سے ان کو طبلہ ڈانسر بھی کہا جاتا ہے۔ خواجہ سراؤں کا یہ طبقہ دیہاتوں اور چھوٹے قصبوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ سورج نکلنے سے پہلے تیار ہو کر کام پر نکلتے ہیں اور اگر سورج نکل آئے تو یہ لوگ کام پر نہیں جاتے، چھٹی کرتے ہیں۔

فقہاء کرام کے نزدیک مخنث کی حقیقت:

لفظ مخنث نون کے زیر کے ساتھ یعنی مخنِّث بھی لکھا پڑھا جاتا ہے اور نون کے زبر کے ساتھ مخنث بھی استعمال ہوتا ہے لیکن زیادہ صحیح زیر کے ساتھ یعنی مخنث ہی ہے جب کہ مشہور زبر کے ساتھ یعنی عام طور پر مخنث لکھا پڑھا جاتا ہے۔ خنثیٰ کے لفظی معنی نرمی اور مڑاؤ کے ہیں۔ اصطلاحاً وہ شخص خنثیٰ کہلاتا ہے جو پیدائشی طور پر مرد و عورت کے آلہ تناسل رکھتا ہو یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ رکھتا ہو۔ پہلی صورت میں تمام ائمہ متفق ہیں البتہ دوسری صورت میں شیعہ فقہائے کرام کے نزدیک ایسا شخص خنثیٰ نہیں بلکہ اقرع کہلائے گا۔ دونوں آلات رکھنے کی صورت میں اگر مرد کے آلہ تناسل سے پیشاب کرتا ہے تو اس کو باغراض میراث و دیگر احکام شرعیہ مردوں میں شمار کیا جائے گا اور اگر پیشاب عورت کے آلہ سے نکلتا ہو تو اس کو عورتوں میں شمار کیا جائے گا۔(۴)

مخنث اس شخص کو کہتے ہیں جو عادات و اطوار بول چال اور حرکات و سکنات میں عورتوں کے مشابہ ہو جس کو ہمارے ہاں زنانہ اور زنخا کہتے ہیں۔ یہ مشابہت کبھی تو خلقی طور پر ہوتی ہے اور کبھی مصنوعی طور پر اختیار کی جاتی ہے خلقی طور پر جو مشابہت ہوتی ہے اس میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک قدرتی چیز ہوتی ہے جس میں انسانی اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔ ہاں جو مشابہت مصنوعی ہوتی ہے کہ بعض مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کر لیتے ہیں اور اپنے رہن سہن عادات و اطوار اور بول چال میں اپنے اپ کو عورت ظاہر کرتے ہیں یہ بہت برائی اور گناہ کی بات ہے ایسے لوگ لعنت کے مستحق ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو جو مردوں کے مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔(۵)

انسانی افراد میں سے خنثیٰ وہ فرد ہے جس میں مذکر و مؤنث دونوں کی علامات پائی جائیں۔ بالغ ہونے سے پہلے اگر وہ لڑکے کی طرح پیشاب کرے تو اس کے احکام لڑکوں والے ہوں گے اور اگر لڑکی کی طرح پیشاب کرے تو اس پر لڑکی کے احکام مرتب ہوں گے۔ بالغ ہونے کے بعد اگر اس کی داڑھی نکل آئے یا عورت سے ہمبستری کے

قابل ہو جائے یا مردوں کی طرح اسے احتلام ہونے لگے تو وہ مرد شمار ہوگا، اور اگر اس کا سینہ نکل آئے یا حیض آنے لگے تو اس پر عورت کے احکام مرتب ہوں گے۔ اور اگر کوئی علامت بھی ظاہر نہ ہو اور پہچان مشکل ہو تو پھر وہ خنثیٰ مشکل ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں تمام احکام میں احتیاط کی جائے۔(۶)

جب کسی پیدا ہونے والے بچے کا اگلی طرف سے پیشاب کرنے کا مقام مرد والا (ذکر) بھی ہو اور عورت والا (فرج) بھی تو وہ بچہ مخنث ہے اب اگر تو ذکر سے پیشاب کرے تو وہ لڑکا ہوگا، اگر فرج سے پیشاب کرے تو لڑکی ہوگی۔ لیکن اگر وہ ان دونوں سے پیشاب کرے تو ان دونوں میں سے جس سے پہلے پیشاب کرے تو بچے کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی۔ اگر ان دونوں میں ایک ساتھ ہی پیشاب باہر آتا ہو تو اس صورت میں پھر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک کثرت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا جبکہ صاحبینؒ نے کہا ہے کہ ان میں سے جس سے زیادہ پیشاب کرتا ہو بچہ کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی۔ جب مخنث بالغ ہوگیا اور اس کی داڑھی نکل آئی یا کسی عورت تک جا پہنچا تو وہ مرد شمار ہوگا اور اگر عورت کی طرح اس کے پستان ظاہر ہوگئے یا اس کے پستانوں میں دودھ اتر آیا، یا اسے حیض آگیا، یا حمل ٹھہر گیا، یا سامنے کی طرف سے اس تک رسائی ممکن ہو تو وہ عورت ہوگی۔ پس اگر ان مذکورہ علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی تو وہ خنثیٰ مشکل ہوگا۔ (۷)

قدری پاشا نے "الاحکام الشرعیة فی الاحوال الشخصیة" میں لکھا ہے کہ خنثیٰ اس ذات کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضا تناسل موجود ہوں، یا دونوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔ پہلی حالت میں اگر وہ مرد کے آلہ سے پیشاب کرتا ہو تو مرد ہوگا، اور اگر نسوانی مخرج سے جس آلے سے پہلے برآمد ہو اس کا حکم دیا جائے گا، لیکن اگر اس میں بھی یکسانیت ہو تو پھر یہ خنثیٰ مشکل کہلائے گا۔ یہ تفصیلات بلوغ سے قبل کے لئے ہیں۔ بالغ ہونے کے بعد اگر اس کے ڈاڑھی نکل آئے یا عورت سے ہم بستری کر سکے یا جس طرح مرد کو احتلام ہوتا ہے اس طرح احتلام ہونے لگے، تو وہ مرد ہوگا، اور اگر اس کے پستان ابھر آئیں یا دودھ اُتر آئے یا حیض آنے لگے، یا حمل قرار پا جائے، یا اس کے ساتھ عورت کی طرح ہم بستری کی جاسکے تو وہ عورت ہوگی، لیکن اگر اس میں کوئی مذکورہ علامت موجود نہ ہو یا ان علامات یں تعارض پیدا ہو، تو اب یہ بھی خنثیٰ مشکل قرار پائے گا۔ اس کے لئے میراث کا اقل حصہ ہوگا، بطور مثال، اگر اس کے باپ کا انتقال ہو اور وہ اپنی وفات کے بعد ایک بیٹا چھوڑے اور دوسرا خنثیٰ، تو لڑکے کو اس کے مقابلے میں دوہرا حصہ دیا جائے گا۔ اور ایک حصہ خنثیٰ کو۔ کیونکہ لڑکی کا حصہ لڑکے کے مقابلہ میں اقل ہے۔(۸)

حنفی فقہائے کرام کے نزدیک مخنث وہ ہے جو مردوں کے علاوہ افعال میں ڈھیلا پن اور لچک ونرمی وغیرہ کی زیادتی کرے وہ فاسقوں میں سے ہے اسے عوتوں سے دور رکھا جائے گا۔ اور اگر اس کی زبان وکلام میں نرمی اور

اعضاء میں ڈھیلا پن اصلا و پیدائشی ہو اور وہ عورتوں کا خواہشمند نہ ہو تو اس میں ہمارے بعض مشائخ نے عورتوں میں رہنے کی اجازت دی ہے۔ (۹) مالکی مذہب میں ہے کہ مخنث وہ نہیں ہے جو بدکاری میں مشہور اور اس کی طرف منسوب ہو بلکہ مخنث وہ ہے جس کی تخلیق میں بہت زیادہ نسوانیت ہو، یہاں تک کہ وہ نزاکت میں، بولنے میں، دیکھنے میں، گانے میں اور عقل وفعل میں عورتوں کے مشابہ ہو چاہے اس میں بدکاری کی عادات ہوں یا نہ ہوں۔ اصل میں تخنث ڈھیلا پن اور نرمی ہے، جب کسی میں مذکورہ صفات پائی جائیں اور وہ عورتوں کا خواہشمند بھی نہ ہو، کمزور عقل ہو اور لوگوں کے امور نہ جانتا ہو، بے وقوف ہو تو اس وقت وہ غیر اولی الاربہ ہوگا، اس صورت میں اس کا عورتوں میں جانا جائز ہے۔ (۱۰) شوافع کے نزدیک مخنث وہ ہوتا ہے جو عورتوں کی عادات وافعال اپنائے۔ اگر یہ پیدائشی طور پر ہوں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ (۱۱) جبکہ فقہائے حنابلہ کہتے ہیں کہ ایسا مخنث جس میں شہوت نہ ہو تو دیکھنے میں اس کا حکم ذومحرم کا ہے۔ اگر وہ شہوت والا ہو اور عورتوں کے امور پر واقف ہو تو اس کا حکم غیر محرم کا ہے۔ (۱۲)

خلاصہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ میں مخنث کی دو اقسام ہیں۔ پہلی قسم پیدائشی مخنث کی ہے یعنی جس کے کلام میں نرمی اور اعضاء میں لچک پیدائشی طور پر ہو اور وہ کسی برے فعل کے ساتھ مشہور نہ ہو اور نہ ہی اسے فاسق سمجھا جاتا ہو۔ احادیث مبارکہ میں وارد شدہ مذمت ولعنت میں ایسا مخنث داخل نہیں ہے۔ دوسری قسم ان خنثاء کی ہے جو شکل وصورت اور افعال میں عورتوں کی بناوٹ اختیار کرے اور عمداً گفتگو میں نزاکت اور اعضاء میں لچک پیدا کرے۔ یہ طرز اختیار کرنا بری عادت اور گناہ ہے اور اس کے کرنے والے کو گناہگار اور فاسق سمجھا جاتا ہے۔

قصداً تخنّث اختیار کرنے کا حکم:

مخنث کے لئے عمداً اخلاق وکردار اور طرز گفتگو میں عورتوں کا سا انداز اور ان کی طرح زیب وزینت اور لباس میں مشابہت اختیار کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور عمداً ایسا طرز عمل اختیار کرنے والا مخنث تمام معاملات میں غیر معتبر تصور ہوگا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ (۱۳) اگر وہ لواطت میں بھی ملوث پایا جائے تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمل قوم لوطؑ میں ملوث افراد پر لعنت فرمائی اور اس فعل کے مرتکب فاعل اور مفعول کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (۱۴) اگر وہ جنسی برائی کا مرتکب نہ ہو تو تخنث اختیار کرنے کی پاداش میں شہر بدر کر دیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ حضرت أبو ہریرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ایسا مخنث لایا گیا جس کے ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ مخنث ہے اور اس نے عورتوں جیسا حلیہ اپنا رکھا ہے، تو آپ ﷺ

نے اس کو نقیع کی طرف نکل جانے کا حکم دیا۔صحابہ کرامؓ نے اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے نماز پڑھنے والے کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔(۱۵)اخراج مبنی برمصلحت ہونا چاہئے اگر یہ اندیشہ ہو کہ کسی دوسری جگہ جا کر بھی وہ لوگوں کو کو فتنہ وفساد اور برائی میں ملوث کرے گا تو اسے کسی ایسی جگہ قید کر دیا جائے جہاں کوئی اور موجود نہ ہو۔

بعض مخنث صحابہ کرامؓ اور ان کی عدالت:

کتب حدیث اور تاریخ سے متعدد مخنث افراد کا پتہ چلتا ہے جن میں سے بعض کو رسول اللہ ﷺ نے جلاوطن کر کے شہر سے دور نکال دیا۔اہم بات یہ ہے کہ یہ عدول ہیں یا نہیں، اور یہ کہ کیا ان کی اتباع رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں،تم جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔(۱۶) اگر ہم ان کی اقتداء کرتے ہیں تو کیا اس اعتبار سے یہ ہمارے لئے سبب ہدایت ہیں اور کیا اللہ تعالیٰ ان مخنثوں سے بھی راضی ہے جیسا کہ باقی صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے۔یہ بھی قابل توجہ بات ہے کہ ان کے نام بھی اجنبی ہیں مثلاً انہ ، انجشہ ،بنون ،ھیئت ، ھدم،ماتع یا ماطع ، مانع ۔ابن حجرؒ نے صراحت کی ہے کہ مذکورہ افراد پر لفظ صحابی کا اطلاق نہیں ہوتا لہذا جب تک حقیقت واضح نہ ہو اس وقت تک ان کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے۔تاہم اس سلسلے میں جمہور فقہائے کرام کا مؤقف یہ ہے کہ جس مسلمان کو بھی رسول اللہ ﷺ کی تھوڑی یا زیادہ صحبت میسر آئی وہ صحابی ہے۔چونکہ ان میں سے بعض کو رسول اللہ ﷺ نے جلا وطن کر کے شہر بدر کر دیا تھا تو ذہن میں ان کی عدالت سے متعلق سوال پیدا ہوسکتا ہے۔اس ضمن میں اصولی بات یہ ہے کہ اگر ان سے کوئی روایت منقول ہو تو اسے روایت ودرایت کے اصولوں کے مطابق پرکھتے ہوئے قبول کر لیا جائے گا۔جہانتک انکی جلاوطنی کا تعلق ہے تو یہ انہی پر کیا موقوف ہے،بعض دیگر صحابہ کرامؓ پر بھی حدود کا نفاذ ہوا تھا۔اجرائے حد کے باوجود ان کی عدالت مجروح نہیں ہوئی اور ان کی روایات کو تمام محدثین نے قبول کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کی تربیت اور اصلاح کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کئے تھے تاہم اس ضمن میں اگر کسی صحابیؓ کی تادیباً سرزنش کی گئی یا کوئی سزا دی گئی تو یہ بھی امت مسلمہ کے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور اس قرآنی فیصلے میں سب شامل ہیں کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔(البینۃ ۹۸:۸)

مخنث صحابی انہ :

ابن حجرؒ نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ انہ مخنث کا ذکر ماوردی نے کیا ہے اور انہوں نے اس کی تخریج ابراھیم بن مہاجر کے طریق سے اور انہوں نے ابوبکر بن حفصہ سے کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مخنث جو کہ مدینہ میں رہتا تھا، اس کا نام انہ تھا، اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو ہمیں کسی ایسی عورت کی بارے میں رہنمائی نہیں کرتا

جس کو ہم عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے لیے نکاح کا پیغام دیں،تو اس نے کہا کیوں نہیں پس اس نے ایک عورت کے اوصاف بیان کیے کہ جب وہ آتی ہے جو چار کے ساتھ آتی ہے اور جب وہ جاتی ہے تو آٹھ کے ساتھ، پس رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سن لی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے انہ مدینہ سے حمرا اسد کی طرف نکل جا اور وہیں اپنا ٹھکانا بنا لے اور عید کے دن کے علاوہ ہرگز مدینہ نہ آنا۔ (۱۷)

مخنث صحابی انجشہ:

انجشہ حُدی خوانی کرنے والا اور دلکش آواز والا ایک سیاہ فام غلام تھا جس کی کنیت ابو ماریہ تھی۔انجشہ عورتوں کے قافلوں میں حدی خوانی کیا کرتا تھا، جب اونٹ تیز چلنے لگتے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے اے انجشہ ہانکنے کو عورتوں پر چھوڑ دے۔اس واقعہ کو اکثر محدثین نے روایت کیا ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سفر میں بعض اوقات ایک حدی خوانی کرنے والا ہوا کرتا تھا جس کا نام انجشہ تھا۔اگر قافلے کی رفتار تیز ہو جاتی رسول اللہ ﷺ اسے کہتے کہ رویدا سوقک بالقواریر یعنی ان شیشوں (صنف نازک) کو آہستہ آہستہ لے کر چل۔(۱۸) رسول اللہ ﷺ نے مخنث افراد پر لعنت کی اور انہیں اپنے گھروں سے نکالنے کا حکم دیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں کو اور حضرت عمرؓ نے فلاں کو نکالا۔(۱۹) ابن حجرؒ نے دیگر محدثین کرامؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس مخنث کو شہر بدر کیا تھا وہ انجشہ تھا،تاہم حضرت عمرؓ نے جس مخنث کو نکالا تھا اس کی تفصیل کتب میں موجود نہیں ہے۔(۲۰)

مخنث صحابی بنون:

ابن حجرؒ نے تخنث اختیار کرنے کے حوالے سے ابن عباسؓ کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں کو نکال دیا اور حضرت عمر نے فلاں کو نکال دیا۔جس مخنث کو رسول اللہ ﷺ نے نکالا تھا اس ضمن میں مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک وہ ھیت اور بعض کے نزدیک مانع ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ بنون ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جس کو عمرؓ نے نکالا وہ ماتع تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے وہ ھدم تھا۔طبرانی میں واثلہ سے ایک روایت ہے جو ابن عباسؓ کی حدیث کی طرح ہے کہ آپ ﷺ نے انجشہ کو نکالا اور ام سلمہ کی حدیث ہے کہ ان کے بھائی عبداللہ سے ایک مخنث نے کہا کہ اگر تم طائف کو فتح کرو تو میں تمہیں بنت غیلان کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے،تو یہ مخنث ہی تھا۔(۲۱)

مخنث صحابی ھیت:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف فرما تھے اور گھر

میں ایک مخنث بھی موجود تھا وہ مخنث حضرت عبداللہ ابن امیہ سے جو ام سلمہؓ کے بھائی تھے کہنے لگا کہ عبداللہ اگر اللہ تعالیٰ نے کل آپ لوگوں کو طائف پر فتح بخشی تو میں آپ کو غیلان کی بیٹی دکھلاؤں گا جو چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے۔آپ ﷺ نے جب اس مخنث کی بات سنی تو فرمایا کہ یہ مخنث تمہارے پاس نہ آیا کریں۔(۲۲)
مذکورہ بالا حدیث میں جس مخنث کا ذکر کیا گیا ہے اس کا نام ہیت تھا بعض نے اس کا نام ماطع لکھا ہے۔اس کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ یہ پہلے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں آیا جایا کرتا تھا کیونکہ ازواج مطہرات کا یہ گمان تھا کہ یہ خلقی طور پر اوصاف مردانگی سے عاری اور جذبات نفسانی سے خالی ہے اسے عورتوں کی طرف نہ کوئی رغبت وحاجت ہے اور نہ اسے جنسیات سے کوئی دلچسپی ہے بلکہ یہ غیر اولی الاربۃ میں سے ہے جن کا ذکر قرآن حکیم میں کر کے کہا ہے کہ ان سے پردہ کرنا عورتوں کے لئے واجب نہیں ہے مگر جب آپ ﷺ نے اس کی یہ بات سنی جو جنسی معاملات میں اس کی دلچسپی کی مظہر تھی تو آپ ﷺ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ مخنث غیر اولی الاربۃ میں سے نہیں ہے اور جنسیات کی طرف خواہش ورغبت رکھتے ہیں لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فورا منع کر دیا کہ اب مخنث گھروں میں داخل نہ ہوا کریں۔فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کی روشنی میں نہ صرف یہ کہ مخنث کے لئے گھروں میں داخل ہونے اور عورتوں کے پاس آنے جانے کی ممانعت ہے۔جو چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے اس بات سے اس مخنث کا مقصد غیلان کی بیٹی تھی کہ جس کا نام بادیہ تھا کہ فربہی وتنومدی کو بیان کرنا تھا کیونکہ عام طور پر جس شخص کا جسم فربہ ہوتا ہے اس کے پیٹ پر چار شکن پڑے ہوتے ہیں جو سامنے سے چار ہی نظر آتے ہیں مگر پیچھے سے دیکھنے پر وہ آٹھ نظر آتے ہیں۔لہذا مخنث نے جو یہ بات کہی تو اس کی مراد یہی تھی کہ غیلان کی بیٹی جب آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار شکن نظر آتے ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو پیچھے آٹھ شکن معلوم ہوتے ہیں جو دراصل پیٹ کے ان چاروں شکنوں کے وہ دونوں طرف کے سرے ہوتے ہیں جو دونوں پہلوں کی طرف نمایاں ہوتے ہیں۔حاصل یہ ہے کہ عرب کے لوگ چونکہ فربہ جسم والی عورتوں کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے اس لئے اس مخنث نے غیلان کی بیٹی کی فربہی کو ظاہر کرنے کے لئے یہ طرز تعبیر اختیار کیا۔

مخنث صحابی ھدم:

ابن حجر نے الاصابہ میں کہا ہے کہ ھدم مخنث کا ذکر ھیت کے ساتھ ہی آتا ہے۔(۲۳) انہوں نے ھیت کی سوانح میں کہا ہے کہ ابوعبید البکری نے شرح امالی القالی میں کہا ہے کہ مدینہ میں تین مخنث ھیت،ھدم اور مانع تھے جو عورتوں کے پاس آتے جاتے تھے اور ان سے پردہ نہیں تھا۔(۲۴) امام بیہقیؒ نے مختلف انداز میں مذکورہ مخنث افراد کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اور ابوبکر وعمرؓ نے ان صحابہ کو شہر بدر کر دیا تھا۔(۲۵)

مخنث صحابی ماتع:

ابن حجرؒ نے اصابہ میں واقدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ماتع فاختہ بنت عمرو بن عائذ کے غلام تھے، یہ اور ھیت دونوں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ہوا کرتے تھے۔اسے معلوم ہوا کہ عائشہؓ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ کے لئے رشتے کی تلاش میں ہیں تو اس نے کہا کہ فلانی عورت چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اسے حمی کی طرف بدر کردیا اور پھر وہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت وہیں رہا۔ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دو مخنث ہوا کرتے تھے ان میں سے ایک کا نام ھیت اور دوسرے کا نام ماتع تھا۔ماتع فوت ہوگیا اور ھیت زندہ رہا۔(۲۶) ابن اسحاق نے اپنی سند سے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک مخنث غلام تھا جس کی ازواج مطرات کے پاس بھی آمد ورفت رہتی تھی اور اس میں عورتوں سے دلچسپی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ وہ خالد بن ولید مخزومی سے کہہ رہا تھا کہ اے خالد اگر تمہیں اللہ تعالی طائف پر فتح عطا کرے تو بادیہ بنت غیلان تم سے بچ کر نہ جائے، وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے۔آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ میرا خیال تھا کہ اس خبیث میں یہ دلچسپی نہیں ہوگی، پھر آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ماتع نے یہ بات عبداللہ بن ابوامیہ سے کہی تھی جسے حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فدک کی طرف شہر بدر کردیا تھا جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا۔(۲۷)

مذکورہ روایات کی روشنی میں یہ پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا اور نہ ہی ان کی کسی انفرادی و امتیازی رویہ سے دل شکنی کی۔ بلکہ انہیں گھر میں اور سفر وحضر میں ساتھ رکھا۔اگر کوئی اس طرح کا واقعہ پیش آیا بھی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں جلاوطن کیا تو یہ ان کی کسی غلطی پر سزا کے طور پر تھا، اس طرح کی سزا تو عام لوگوں کو بھی ان کے جرائم کے ارتکاب پر دی جاتی ہے۔اگر ان کی اچھی تربیت کی جاے، ان کی تعلیم وتربیت کا خیال بھی معاشرے کے عام انسانوں کی طرح کیا جائے۔انہیں شرعی احکام ومسائل سے آگاہ کیا جائے اور کسی طرح سے ان کی دل شکنی نہ کی جائے اور نہ ہی انہیں معاشرے سے علیحدہ ایک تیسری مخلوق سمجھا جائے تو یہ قرآن سنت کے مطابق اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کی جنس میں صرف مرد وعورت کا ذکر کیا ہے کسی تیسری جنس کا نہیں اور سنت رسول ﷺ سے بھی ان کا گھروں میں آنا جانا اور سفر میں بھی عورتوں اور مردوں کے ساتھ رہنا ثابت ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو مخنث بنتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو مرد بنیں اور انہیں اپنے گھروں سے نکالنے کا حکم دیا، تاہم نفی کے ذیل

میں حقیقی مخنث نہیں آتے بلکہ بناوٹی مخنث آتے ہیں یا وہ مخنث جو فاحشانہ الفاظ یا حرکات کا ارتکاب کریں۔

مخنث کے شرعی احکام:

مخنث کی نماز:

خنثیٰ کی تذکیر و تانیث میں چونکہ شک پایا جاتا ہے اس لئے جب وہ امام کے پیچھے نماز کے لیے کھڑا ہوگا تو مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان علیحدہ صف میں کھڑا ہوگا اور خواتین کی طرح قعدہ کرے گا۔ (۲۸) امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک پسندیدہ ہے کہ وہ قناع کے ساتھ نماز ادا کرے۔ اگر اس نے بغیر قناع کے نماز ادا کی تو اسے لوٹانے کا نہیں کہا جائے گا لیکن بطور استحباب ایسا کیا بھی جا سکتا ہے۔ اگر خنثیٰ مذکور قریب البلوغ اور آزاد ہو اور اس کی عمر اس قدر ہوگئی ہے کہ جو شرعی طور پر سن بلوغت ہے اور اس میں مردوں اور عورتوں کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تو اس کی نماز بغیر قناع کے جائز نہیں ہوگی۔ خنثیٰ مشکل کے لئے نماز جمعہ میں شریک ہونا جائز ہے تاہم وہ امامت نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ عدد کی تکمیل کرسکتا ہے۔ (۲۹) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز جمعہ ماسوائے غلام، عورت، بچہ اور مریض کے تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ (۳۰)

مخنث کی امامت:

پیدائشی طور پر مخنث کی امامت صحیح ہے تاہم اس کو ایسی حرکات اور عادات کو چھوڑنے کا حکم دیا جائے گا اور ان کے چھوڑنے پر بالتدریج پابند کیا جائے گا۔ اگر وہ اس کے چھوڑنے پر طاقت نہ رکھتا ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اگر جان بوجھ کر بناوٹ اختیار کرے تو وہ گناہ گار و فاسق ہے۔ جمہور فقہائے کرام کے نزدیک نماز با جماعت سنت مؤکدہ ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے تاہم اگر اس نے جماعت کروادی تو نماز درست ہوگی۔ (۳۱) البتہ اگر کسی نے مشرک، عورت یا خنثیٰ مشکل کی اقتداء میں نماز ادا کی تو وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔ (۳۲) امام بخاریؒ نے امام زہریؒ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ مخنث کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے، مگر کسی ایسی وجہ سے یا حالت وضرورت کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا۔ (۳۳) خنثیٰ مشکل جس طرح عام لوگوں کی امامت نہیں کرواسکتا اسی طرح وہ اپنے ہی جیسے خنثیٰ کی بھی امامت نہیں کرواسکتا اس لئے کہ شاید امام عورت اور مقتدی مرد ہو۔ (۳۴) تاہم خنثیٰ مشکل عورتوں کی امامت کرواسکتا ہے اور امامت کے لئے وہ عورتوں سے آگے صف میں کھڑا ہوگا۔ چونکہ اس کے مرد و عورت ہونے میں شبہ پایا جاتا ہے اس لئے اگر وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑا ہوگا تو نماز باطل ہوگی۔ (۳۵) نس بندی کئے ہوئے شخص کی امامت کے سلسلے میں فقہائے کرام کی رائے یہ ہے کہ نس بندی کرلینے کے بعد بھی آدمی مرد ہی باقی رہتا ہے، عورت یا مخنث کے حکم میں نہیں ہوجاتا، اس لئے امامت کے

مسئلہ میں بھی اس کے احکام مردوں کے ہیں، اس کی امامت درست اور جائز ہے۔ اگراس کی نس بندی جبراً کی گئی ہےتو اس کا کوئی قصور بھی نہیں اور اگر اس نے ازخود برضا ورغبت کی ہو تو موجبِ فسق ہے۔توبہ اور ندامت کے بعد کراہت ختم ہوجائیگی، چونکہ نس بندی ناجائز اور خلق اللہ میں تبدیلی ہے، اس لئے فاسق ہونے کے باعث جب تک تائب نہ ہواس کی امامت مکروہ ہوگی۔

خنثیٰ مشکل کااحرام:

احرام میں مردان سلے اورعورتیں سلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔ان سلے کپڑوں میں ستر کھلنے کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے خنثیٰ مشکل کے بارے میں امام محمد ؒ فرماتے ہیں کہ وہ خواتین کا لباس پہنے اس لئے کہ وہ ستر کو اچھی طرح چھپاتا ہے۔اوراس کے لئے ضروری ہے کہ ذی رحم محرم کے ساتھ شرعی سفر کرے۔(۳۶)

مخنث کی وراثت:

ابن عدی نے کامل میں ابن عباس سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خنثیٰ کی میراث کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جہاں سے پیشاب کرے گا، اسی کا اعتبار ہوگا۔عبدالرزاق نے بھی اپنی کتاب المصنف میں حضرت علیؓ سے اسی طرح روایت کی ہے کہ اگر دونوں جگہ سے پیشاب کرتا ہےتو جہاں سے پہلے پیشاب نکلتا ہے اس آلہ کا اعتبار کیا جائے گا۔(۳۷) یہ متفق علیہ امر ہے لیکن اگر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو کہ وہ خنثیٰ مرد ہے یا عورت تو ایسی صورت میں اسے کم تر حصہ کا مستحق خیال کیا جائے گا۔اگر مرد قرار دینے کی صورت میں حصہ کم ملتا ہےتو مرد قرار دیا جائے گا، اور اگر عورت قرار دینے سے حصہ کم ملتا ہےتو اس کو عورت قرار دیا جائے گا۔ یہ امام ابوحنفیہ کا مذہب ہے۔صاحبین کے نزدیک بھی یہی مختار ہے۔اور اکثر صحابہ سے بھی یہی منقول ہے کہ خنثیٰ مشکل کے لئے جس میں اس کا نقصان ہو وہی اس کا حصہ ہے، البتہ امام شعبیؒ مرد وعورت دونوں کے حصوں کو جمع کرکے اس کا حصہ دلواتے ہیں، لیکن فتویٰ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر ہے۔(۳۸)

مخنث کا اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنا:

ایک صورت تو یہ ہے کہ ایسا مخنث جس کوعورتوں کے معاملات میں رغبت ہوتو اس کے معاملات پر مطلع ہونے اوران کی طرف دیکھنے کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(۳۹) دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص پیدائشی مخنث ہواور اسے عورتوں میں کوئی دلچسپی نہ ہوتو اس کے بارے میں دوقول ہیں اولاً یہ کہ مالکیہ، حنابلہ اوربعض حنفیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ عورتوں کی مشابہت ترک کرنے پراس کو رخصت دی جائے گی اوراس کےعورتوں کی طرف دیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ارشاد باری تعالیٰ او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال سے استدلال کرتے

ہوئے کہ جن مردوں کے لیے عورتوں کی طرف نظر کرنا جائز ہے تو ان عورتوں کے لیے بھی اس حکم کو اسی طرح شمار کیا جائے گا۔شوافع اور اکثر احناف نے حدیث لایدخلن علیکم احدا سے استدلال کرتے ہوئے مؤقف اختیار کیا ہے کہ مخنث کو اگر عورتوں میں رغبت نہ ہو تو بھی اس کا عورتوں کو دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس میں اس کا حکم فحل کی طرح ہے۔(۴۰)

مخنث کا ذبیحہ اور اس کا پکایا ہوا کھانا:

احناف واضح طور پر مخنث کے ذبیحہ کے جواز کے قائل ہیں۔(۴۱) اور مالکیہ کے نزدیک فاسق کا ذبیحہ مکروہ ہے۔(۴۲) شوافع کے نزدیک فاسق کے ذبیحہ کو صحیح شرعی ذبیحہ شمار کیا جاتا ہے۔(۴۳) تو خنثیٰ مشکل کا ذبیحہ بدرجہ اولی حلال ہے۔جبکہ حنابلہ کے نزدیک فاسق کا ذبیحہ مباح ہے اور ظاہر یہ کا بھی یہی مذہب ہے۔(۴۴) حاصل کلام یہ ہے کہ جمہور فقہائے کرام مخنث کے ذبیحہ کے مباح ہونے کے قائل ہیں ماسوائے بعض فقہائے مالکیہ کے کہ وہ اسے مکروہ جانتے ہیں اور کراہت جواز کے منافی نہیں ہے۔

مخنث کی گواہی:

خنثیٰ مشکل کی گواہی جائز ہے، چونکہ یہ بمنزلہ عورت کے ہے اس لئے حدود وقصاص میں اس کی گواہی معتبر نہیں ہے۔(۴۵) فقہائے احناف کے نزدیک ایسے مخنث کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی جس کی گفتگو میں بناوٹی طور پر عورتوں سے تشبیہ کے لیے نرمی ونزاکت اور اعضاء میں ڈھیلا پن ہو۔اگر کسی مخنث کی گفتگو میں نزاکت اور اعضاء میں لچک پیدائشی طور پر ہو اور وہ افعال بد کے ساتھ مشہور بھی نہ ہو تو وہ مقبول الشہادۃ اور عادل ہے۔(۴۶) شوافع اور حنابلہ کہتے ہیں کہ عورتوں سے تشبیہ حرام ہے اس لئے اس کی گواہی کو رد کیا جائے گا۔تشبہ سے مراد عمداً تشبہ ہے، طبعی طور پر تشبیہ مراد نہیں ہے۔خنثیٰ کی گواہی بلوغت سے پہلے جائز نہیں ہے۔اگر بلوغت کے بعد بھی اس کی حقیقت واضح نہ ہو تو صورت حال واضح ہونے تک گواہی کو قبول کرنے میں توقف کیا جائے گا۔(۴۷) مجلود فی القذف کے ضمن میں حکم قرآنی کے عموم پر عمل کرتے ہوئے اگر مخنث کسی پر تہمت لگائے تو اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

مخنث کا نکاح اور متعلقہ احکام:

خنثیٰ میں مردانہ یا زنانہ اوصاف کے ظہور سے یعنی بلوغت سے پہلے اگر اس کے والدین نے اس کا نکاح کسی عورت یا مرد سے کر دیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا تاہم حقیقت کے واضح ہونے تک یہ نکاح موقوف رہے گا اور دونوں ایک دوسرے کے وارث بھی نہیں ہونگے۔اگر خنثیٰ مذکور کا حال واضح ہونے کے بعد اگر اس کا والد اس کا نکاح کسی

عورت سے کر دے اور پھر بلوغت کے بعد وہ اس عورت سے مباشرت نہ کرسکا تو اسے عام مردوں کی طرح ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔(۴۸)

ایک خنثیٰ مشکل جو قریب البلوغ ہے اور اپنے ہی جیسے خنثیٰ مشکل سے اس یقین پر باہم دونوں نے نکاح کرلیا کہ ان میں سے ایک مرد اور دوسرا عورت ہے۔دونوں کی حقیقت معلوم ہونے تک یہ نکاح موقوف رہے گا کیونکہ وہ دونوں مرد بھی ہو سکتے ہیں اور عورت بھی۔اگر اشکال ختم ہونے سے پہلے ہی ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا تو زندہ مرنے والے کا وارث نہیں ہوگا۔اگر یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں مشکل ہیں تو ان کا نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ ان کا یہ نکاح ان کے باپوں نے کیا ہو۔اس لئے کہ ایک فریق کے والد نے مرد اور دوسرے نے عورت ہونے کی خبر دی ہے اور ان دونوں کی خبر شرعی طور پر مقبول ہے۔لہذا جب تک اس کے خلاف ظاہر نہ ہو تو اس خبر کی بنا پر نکاح کے صحیح ہو نے کا حکم لگایا جائے گا۔اگر دونوں کے والدین کا انتقال ہو گیا اور پھر وہ خود مر گئے اور ہر ایک کے وارث گواہ قائم کر لئے کہ میرا مورث شوہر اور دوسرا عورت زوجہ تھا تو اس کسی کی بات حکم نہیں لگایا جائے گا۔اگر ایک فریق کے گواہ پہلے قائم ہوئے اور ان کے موافق حکم ہو گیا پھر دوسرے فریق کے گواہ حاضر ہوئے تو دوسرے فریق کے گواہ باطل ہو جائیں گے اور پہلا حکم قضاء بحال اور ثابت رہے گا۔(۴۹)

مالکیہ کے نزدیک ایک خنثیٰ مشکل کا اپنے مثل دوسرے سے شادی کرنا صحیح نہیں ہے۔اس کا نکاح باطل ہے کیونکہ ارکان عقد میں سے ایک اہم رکن میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے اور وہ متعاقدین میں سے ایک کا مرد اور دوسرے کا عورت ہونا ہے۔جب شادی ہی باطل ہے تو پھر نہ مہر واجب ہوتا ہے اور نہ ہی نسب ثابت ہوتا ہے۔جب نکاح اور التقاء الختنین ہی خلاف شرع ہو گا تو ان کے درمیان مفارقت کے بعد نہ تو عدت ہے اور نہ ہی حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے اور یہ ایسا ہے گویا کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔

اگر کسی مرد نے شہوت سے کسی خنثیٰ مشکل کا بوسہ لے لیا تو اس کی حقیقت حال واضح ہونے تک اس مرد کا خنثیٰ مشکل کی ماں سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی قسم کھائی اور کہا کہ اگر تو لڑکی جنے گی تو تجھے طلاق اور عورت نے خنثیٰ مشکل کو جنم دیا۔مخنث کی حقیقت حال واضح ہونے تک اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔(۵۰)

مخنث کا مرد یا عورت ہونے کا اقرار:

بلوغت یعنی حقیقت حال واضح ہونے سے قبل اگر کوئی مخنث اپنے مرد یا عورت ہونے سے متعلق خود اقرار کرے تو اس کا یہ اعترافی بیان قابل قبول نہیں ہوگا۔جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ مخنث خنثیٰ مشکل ہے تو اس

کے مرد یا عورت ہونے سے متعلق اس کے والد کا بیان قبول کیا جائے گا۔ اسی طرح والد کی عدم موجودگی میں قریب البلوغ مخنث کے بارے میں اس کے وصی کے اقرار کو اس کے حق میں قبول کیا جائے گا، البتہ اگر اس کا خنثیٰ مشکل ہونا معلوم و معروف ہو تو اس کے حق میں وصی کے بیان کو قبول نہیں کیا جائے گا اور خنثیٰ مشکل کے جملہ احکام نافذ ہو نگے۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ خنثیٰ مشکل ہے اور اس سلسلے میں گواہ بھی قائم ہو چکے ہیں تو ایسے خنثیٰ مشکل کا اپنے مرد یا عورت ہونے سے متعلق دعوی کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔(۵۱)

خنثیٰ مشکل کا غسل اور کفن دفن:

پیدائشی مخنث افراد کا کہنا ہے کہ جب موت قریب آتی ہے تو ان کو پتا چل جاتا ہے۔ موت سے قبل ان کی ناف میں درد شروع ہوتا ہے جو کہ سارے جسم میں پھیل جاتا ہے آج تک یہ نہیں ہوا کہ کسی کو یہ درد ہوا ہو اور وہ زندہ بچ گیا ہو۔ البتہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس درد کے ہونے کے بعد وہ کتنی دیر زندہ رہے گا۔ خواجہ سراؤں میں جب کوئی مر جاتا ہے تو تمام مخنث پوری طرح تیار ہو کر اس کی میت پر آتے ہیں اور خوب رونا دھونا اور ماتم کرتے ہیں۔ مرنے والے کے جنازے کے ساتھ سادہ کپڑوں میں جاتے ہیں۔ خواجہ سراؤں کی چار مختلف قسمیں ہوتی ہیں جن میں پیدائشی ہیجڑا، پیدائشی ہیجڑی، نربان اور اقوای شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی نربان مخنث فوت ہو جائے تو اُسے رات کے اندھیرے میں دفنایا جاتا ہے۔ نربان کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی قبر کا تعویذ بنایا جاتا ہے البتہ اقوای مخنث کی نماز جنازہ بھی ہوتی ہے اور اُسے دن کی روشنی میں دفنایا جاتا ہے۔

مخنث بھی انسان ہی ہیں اور وہ بھی مردوں اور عورتوں کی طرح احکامِ شریعت کے مکلّف ہیں، البتہ جیسے مردوں و عورتوں کے احکام میں فرق ہے اسی طرح خنثیٰ کبھی مرد کے حکم میں ہوتے ہیں اور کبھی عورتوں کے اور کبھی مرد و عورت کے ملے جلے احکام جاری ہوتے ہیں اور جو بھی احکام شریعت کا مکلّف ہے، حساب و کتاب اور ثواب و عقاب ان سے متعلق ہوگا، اس لئے آخرت میں خنثیٰ کے ساتھ بھی حساب اور جزاء کا معاملہ ہوگا۔ مرد یا عورت ہونے کی حقیقت واضح ہونے سے پہلے اگر مخنث کا انتقال ہو جائے تو اسے نہ مرد غسل دے اور نہ عورت بلکہ اسے تیمّم کروادیا جائے گا اور اگر تیمّم کروانے والا کوئی اجنبی تیم ہے تو وہ خرقہ سے تیمّم کروائے گا اور اگر وہ اس کا ذی رحم محرم ہے تو بغیر خرقہ کے تیمّم کروائے گا۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ وہ قابل شہوت نہ ہو۔ اگر فوت شدہ مخنث بچہ ہے تو چاہے اسے مرد غسل دے یا عورت اس میں کوئی حرج نہیں۔(۵۲)

امام سرخسیؒ نے تصریح کی ہے کہ اگر مردوں، عورتوں، بچوں اور خنثیٰ مشکل کی اجتماعی نماز جنازہ ادا کی جائے تو امام کے قریب سب سے پہلے مرد پھر بچہ پھر خنثیٰ اور پھر عورت کی میت کو رکھا جائے۔(۵۳) اسی طرح اگر اجتماعی

تدفین کی نوبت آئے تو سب کو مذکورہ بالا ترتیب سے قبلہ کی قربت کے لحاظ سے دفن کیا جائے گا اور سب کے درمیان مٹی سے پردہ حائل کیا جائے گا۔(۵۴) عام مسلمانوں کی طرح ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی البتہ اگر مرنے والے مخنث کا مرد یا عورت ہونا واضح نہیں ہے تو اس پر عورتوں کے احکام لاگو ہونگے۔انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور دعائے مغفرت بھی کی جائے گی۔واللہ اعلم بالصوب

حدود و قصاص میں مخنث کی مسئولیت:

اسلام کا مزاج سزاؤں کے نفاذ کا نہیں ہے بلکہ متعدد نصوص سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام عفو ودرگزر اور پردہ پوشی کی تعلیم دیتا ہے تاہم کسی کو معاشرتی ماحول خراب کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ جلب منفعت اور دفع مضرت کے اصول کے تحت اسلام میں حدود وتعزیرات کا عادلانہ نظام وضع کیا گیا ہے جو اسلامی ریاست کے ہرفرد پر لاگو ہوتا ہے۔حدود کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی اصولی رہنمائی یہ ہے کہ حدود کو شبہ کی بنیاد پر ساقط کردیا جائے اور امام کا معاف کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی سے بہتر ہے۔(۵۵) مخنث پر جرم کی نوعیت کے اعتبار سے حدود وکفارات کا نفاذ کیا جائے گا۔لہذا مخنث اگر عمل قوم لوط کا ارتکاب کرے گا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشادمبارک کے عموم پر عمل کرتے ہوئے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردیا جائے گا۔(۵۶)

اگر کسی نے خنثیٰ مشکل پر بلوغت سے پہلے تہمت یعنی قذف لگائی یا اس نے کسی شخص کو مقذوف کیا تو دونوں صورتوں میں قاذف پر حد شرعی نافذ نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ اگر قاذف مخنث ہے تو عدم بلوغت کی وجہ سے مرفوع القلم ہے اور اگر قاذف کوئی مرد ہے تو اس پر اس وجہ سے حد نافذ نہیں ہوسکتی کہ حد قذف کے نفاذ کے لئے احصان کی شرط کا پورا ہونا لازم ہے جبکہ مخنث عدم بلوغت کی وجہ سے غیر محصن ہے۔اگر مخنث نے بلوغت کے بعد لیکن مردانہ یا زنانہ اوصاف کے ظہور سے پہلے کسی کو مقذوف کیا یا اس پر کسی شخص نے قذف لگائی تو مخنث پر بلوغت سے پہلے اور اس کے بعد حد نہیں لگائی جائے گی اس لئے کہ اس کے مرد اور عورت ہونے میں شک ہے۔اگر تو وہ مرد ہے تو بمنزلہ مجبوب کے ہے اور اگر عورت ہے تو وہ بمنزلہ رتقاء کے ہے،لہذا جو شخص مجبوب مرد یا رتقاء عورت پر قذف لگائے تو اس پر حد واجب نہیں ہوگی۔اگر خنثیٰ خود قاذف ہے تو بلوغت سے پہلے قذف کرنے پر حد واجب نہیں ہوگی جبکہ بلوغت کے بعد واجب ہوگی،کیونکہ مجبوب بالغ یا رتقاء بالغہ اگر کسی پر قذف لگائے تو اس پر حد کا نفاذ کیا جائے گا۔اگر مخنث نے بلوغت کے بعد چوری کی تو اس پر حد واجب ہوگی اور کسی دوسرے نے اس کا چوری کے نصاب جتنا مال چرایا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔خنثیٰ کے بالغ ہونے اور اس کا حال ظاہر ہونے سے پہلے اگر کسی نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس کے ہاتھ کاٹنے والے پر قصاص لازم نہیں ہوگا،بخلاف اس کے کہ اگر کسی نے مخنث کو عمداً قتل کردیا

تو قاتل پر قصاص واجب ہوگا۔اگر کسی مخنث نے عمداً کسی کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر قصاص کی بجائے ارش واجب ہو گا۔البتہ اگر بلوغت اور حقیقت کھلنے سے پہلے کاٹا تو ارش مخنث کی عاقلہ پر ہوگی اور بلوغت کے بعد اس کے ذاتی مال سے ادا کی جائے گی۔(۵۷)

تبدیلی جنس کے بعد شرعی احکام:

موجودہ دور میں تبدیلی جنس کے کامیاب آپریشن کئے جا رہے ہیں، اس صورت حال میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر لڑکا لڑکی بن جائے تو اس کا ستر کیا ہوگا، وہ تنہا سفر کر سکے گی یا محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہوگا، نماز میں وہ مردوں کے برابر کھڑی ہوگی یا پیچھے، مردوں کی امامت کرنا اس کے لئے جائز ہوگا یا نہیں، زیورات پہننا اور سونے کا استعمال کرنا اس کے لئے جائز ہوگا یا نہیں، اس کا نکاح مرد سے ہوگا یا عورت سے اور یہ کہ میراث میں اس کو مرد ہونے کے لحاظ سے حصہ ملے گا یا عورت ہونے کے لحاظ سے۔

اس ضمن میں اصولی بات یہ ہے کہ ایک مکمل مرد یا ایک مکمل عورت کا اپنی جنس تبدیل کرالینا اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی پائے جانے کی وجہ سے حرام اور شدید گناہ ہے۔اگر کسی مرد کے اندر کچھ زنانہ جسمانی علامات ہوں ،ان کو ختم کر کے مکمل مرد بنا دیا جائے، یا کسی عورت کے اندر کچھ مردانہ جسمانی علامات ہوں اور اس کو آپریشن کر کے مکمل عورت بنا دیا جائے، یا اس میں دونوں طرح کی علامتیں برابر ہوں، جس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں اور آپریشن کے ذریعہ مکمل طور پر ایک جنس بنا دیا جائے، یا اس میں ایک جنس غالب ہو جائے، کیوں کہ یہ صورتیں علاج کی ہیں اس لئے یہ صورتیں درست ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اصل خلقت کے اعتبار سے مرد ہونا چاہئے یا عورت، اگر ایسا نہیں ہے تو وہ مریض ہے اور بیماری کا علاج کرنا بعض حالات میں واجب، بعض حالات میں مستحب یا کم از کم جائز ہے۔دوسرا اصول یہ ہے کہ کوئی عمل خواہ معصیت کا سبب ہو لیکن جب وہ عمل وجود میں آجائے تو اس عمل سے متعلق شرعی احکام اس پر مرتب ہوتے ہیں۔تیسرا اصول یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک جب کسی شے کی حقیقت بدل جائے تو اس پر سابقہ حقیقت کے احکام جاری نہیں ہوتے بلکہ موجودہ حقیقت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔البتہ اس بات کی تحقیق ہونی چاہئے کہ تبدیلی جنس کی وجہ سے ایک انسان میں مکمل طور پر دوسری جنس کی خصوصیت آجاتی ہے یا نہیں۔ اگر واقعی ایسی تبدیلی آجاتی ہے تو اب اس پر تبدیل شدہ جنس کے مطابق احکام جاری ہوں گے۔لہٰذا اگر آپریشن کی وجہ سے جزوی تبدیلی پیدا ہوتی ہو اور مردانہ و زنانہ دونوں علامتیں اس میں موجود ہوں تو اس پر خنثیٰ کے احکام جاری ہوں گے۔اگر مرد مکمل عورت بن جائے تو تمام امور میں عورت کے احکام جاری ہوں گے۔اگر عورت مکمل طور پر مرد بن جائے تو تمام احکام مرد کے جاری ہوں گے۔ میراث میں مورث کے انتقال کے وقت کی کیفیت کا اعتبار ہوگا،

مثال کے طور پر اگر ایک مورث کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ عورت تھی اور دوسرے مورث کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ مرد بن چکی تھی تو پہلے مورث کے ترکہ میں اسے عورت ہونے کی حیثیت سے میراث ملے گی اور دوسرے مورث کے ترکہ میں مرد ہونے کی حیثیت سے ۔ ان سب کی دلیل یہ ہے کہ اعتبار موجودہ حقیقت کا ہے ؛ لہٰذا جو بحالتِ موجودہ مرد ہے، وہ شریعت کے ان احکام کا مکلّف ہے جن کا مردوں کو حکم دیا گیا ہے اور اگر بحالت موجودہ وہ عورت ہے تو وہ شریعت کے ان اوامر ونواہی کی مخاطب ہے، جن میں عورتوں سے خطاب کیا گیا ہے ۔(۵۸)

خواجہ سراؤں کے ساتھ ہمارا رویہ اور اسلامی تعلیمات :

ہر قانون میں ہمیشہ استثناء ہوتا ہے،ایک عمومی اصول ہے کہ ہر جاندار کا جوڑا ہے اور مخنث اس اصول میں ایک استثنا ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالی کی مخلوق ہیں اور ہمارے جیسے انسان ہی ہوتے ہیں۔تقریباً تمام مخنث یا تو اصلاً مرد ہوتے ہیں یا عورت بس کچھ ہارمونز کی کمی کی وجہ سے ان کے جنسی اعضا نامکمل رہ جاتے ہیں۔خنثی مشکل ایک قلیل الوجود بلکہ کالمعدوم مخلوق ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مرد اور عورت کے عین درمیان میں ہوتا ہے۔ حقیقی زندگی میں مخنث بھی مرد یا عورت ہوتے ہیں ۔ دنیا کے اکثر ممالک میں یہ نارمل زندگی گزارتے ہیں۔ جبکہ ہندوستان یا پاکستان میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے جس کی بدولت یہ معاشرے سے کٹ جاتے ہیں اور بسا اوقات گناہ کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ہمیں اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے اور اپنے بھائیوں اور بہنوں کو سمجھانا چاہیے کہ اگر ان کے ہاں کوئی بچہ ایسا پیدا ہو جائے تو اسے وہی پیار دیں جو کہ کسی بھی عام بچے کو ملتا ہے۔ اس کی دل شکنی نہ کریں اور اس کا مذاق نہ اڑائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے اور ان کے اس جرم کی بدولت ایک مخنث، گناہ کی زندگی بسر کرے گا تو اس کا گناہ ان لوگوں پر بھی ہوگا جنہوں نے اس کی دل شکنی کر کے اور اس کا مذاق اڑا کر اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔

احترام آدمیت سے متعلق اسلام یہ اصول وضع کرتا ہے کہ تمام لوگ انسانیت میں برابر ہیں۔قرآن حکیم نے تمام انسانوں کو برابر قرار دیا ہے اور تقویٰ کو باعث شرف وعزت قرار دیتا ہے۔مخنث ہونا ان کے ساتھ کوئی ظلم و زیادتی نہیں ہے بلکہ ان کی آزمائش ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بطور خاص فرمایا کہ اے لوگو تمہارا رب اور تمہارا باپ ایک ہی ہے ،تو کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر ماسوائے تقویٰ کی بنیاد پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ (۵۹) برابری کا یہ اصول اسلام کے نظریہ مساوات کی بنیاد ہے۔ان کے ساتھ محض کسی جنسی یا جسمانی معذوری کی بنیاد پر کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں رکھا جائے گا۔جنسی کمزوری کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ کوئی شخص ناکارہ ہوگیا ہے۔ روزمرہ زندگی میں یہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ کسی شخص

میں ایک کام کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی مگر دوسرے کام کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔لہذا اسلام نہ صرف تمام انسانوں کے ساتھ رویہ بہتر کرنے کی ہدایت کرتا ہے بلکہ معاشرتی ناانصافی کی مذمت بھی کرتا ہے اور فرد کے ذمہ دوسرے فرد کے جو حقوق ہیں انہیں ادا کرنے کا حکم دیتا ہے نہ صرف حقوق کی ادائیگی پر زور دیا بلکہ اس سلسلے میں اخلاقی ہدایات بھی دی ہیں۔اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اپنی عملی زندگی میں اس ضابطہ اخلاق کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔جس کا ایک اصول قرآن کریم کی سورۃ الحجرات میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

يَا أَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَن يَّكُوْنُوْا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسٰى أَن يَّكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ ۔ (الحجرات۱۱:۴۹)

کسی کو برے لقب اور نام سے نہ پکارو ایمان لانے کے بعد برے القاب سے پکارنا برا کام ہے۔آیت مبارکہ میں کسی شخص کو اس کے جسمانی عذر کا نام لیکر پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔مثلاً کسی کو لولہا، لنگڑا، اندھا، کانا، خسرا، مخنث کہنا برا لقب اور برا نام ہے اور انتہائی قبیح فعل ہے، طعنہ زنی ہمارے معاشرے کی عام اخلاقی برائی اور بری عادت ہے۔ایسی بات جس سے کسی کی دلآزاری ہو اس کی سختی سے ممانعت ہے۔قرآن کریم نے اعمی اور اعرج کا لفظ صرف اس صورت میں استعمال کیا ہے جب معذور افراد کے ساتھ لوگوں کے ایک خاص قسم کے رویہ کی نشاندہی کرنا مقصود تھا۔ایسے الفاظ اور کلمات جن سے محتاجی اور قابل رحم و ترس اور حقارت و نفرت کا اظہار ہوتا ہے ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔قرآن کریم نے معذور افراد کے لئے جو اصطلاحات استعمال کی ہیں وہ صرف افراد کے جسمانی عذر کو بیان نہیں کرتیں۔جنسی یا جسمانی معذوری یا کمزوری کی بنا پر غیر امتیازی سلوک اسلامی نظام عدل کے منافی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاء ذِىْ الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النحل ۱۶:۹۰)

آیت مذکورہ میں عدل اور احسان کا حکم ایک ساتھ آیا ہے۔عدل معاشرہ کے ہر فرد کا بنیادی حق ہے لیکن احسان صرف ان لوگوں کا حق ہے جو احسان کے مستحق ہیں اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو کسی دماغی یا جسمانی عارضہ کی وجہ سے مفید زندگی گذارنے سے قاصر ہیں۔ایسے افراد کو زندگی کی جملہ سہولیات، خدمات، ضروریات و اشیاء فراہم کرنا معاشرہ اور حکومت پر ان کا حق احسان ہے۔حدیث جبرائیل علیہ السلام میں انہوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں احسان کو عبادت قرار دیا ہے۔(۶۰)

اسی طرح اسلام نے تقسیم وراثت کے اصول میں بھی عدل واحسان کے طرز عمل کو پیش نظر رکھا ہے۔آ باؤ

اجداد کے ترکہ میں سے حصہ پانے والے ورثاء کوقرآن کریم نے رجال اورنساء کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔رجال اورنساءجنس کے اعتبار سے عام ہیں۔ جہاں تک خنثیٰ مشکل کا تعلق ہے تو ان کے سلسلے میں وصیت کی جا سکتی ہے۔قرآن حکیم میں نسخ کے عدم جواز کے قائلین کے مطابق آیت وصیت کے عملی اطلاق کی یہی صورت ہے کہ جب ورثاء میں سے کوئی اہم وارث وراثت کی شرعی تقسیم میں محروم ہورہا ہوتو صلہ رحمی کے طور پر ان کے لئے وصیت کر دی جائے مثلاً غیر مسلم والدین، یتیم پوتا اور خنثیٰ مشکل وغیرہ۔احساس محرومی اوراحساس کمتری میں مبتلا ایسے لوگ احسان کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔اسلام نے کفالت عامہ کا جو نظام متعارف کروایا ہے اس میں معاشی طور پر محروم افراد کی کفالت اور بحالی کے لیے بنیادی ذمہ داری حکومت اور معاشرہ کی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں برکت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔(۶۱) اور یہ لوگ صلہ رحمی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔کمزور افراد کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں،ان کی ضیافت، خدمت کو باعث شرف وعزت اور رزق میں کشادگی کا سبب ہے۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو جو مدد ہوتی ہے یا روزی ملتی ہے وہ غریب کمزور لوگوں کی وجہ سے ہے۔(۶۲)

خواجہ سراؤں کی بحالی کے لئے تجاویز اور سفارشات:

کسی بھی قوم کی تعمیر وترقی میں اولین کردار تعلیم کا ہوتا ہے۔تعلیم کسی جسمانی عذر کو ختم تو نہیں کرسکتی البتہ احساس محرومی کو کم ضرور کرتی ہے۔ان لوگوں میں بھی صلاحیت موجود ہوتی ہے تعلیم وتربیت اور اچھے ادارے ان صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں اوراس طرح یہ افراد مفید اور کارآمد شہری بن کر معاشرے کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے لیکن کسی معذوری کی صورت میں یہ حق فائق ہو جاتا ہے۔بحیثیت مجموعی ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم افراد کو ان کے اس حق سے محروم نہ کریں اور ان کی جنسی کمزوری کو حصول تعلیم میں رکاوٹ نہ بننے دیں اور ان کے ساتھ غیر امتیازی سلوک نہ برتا جائے۔

قانون ساز اداروں میں طبقہ اور علاقہ کی نمائندگی اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے مسائل کو جانتے ہیں۔اقلیت کے لوگ ہی اقلیت کے مسائل کو سمجھتے ہیں اوراسی طرح ان کا معاملہ ہے۔مسائل کی بناء پر ہی قانون تشکیل پاتا ہے،لہذا قانون سازی میں خواجہ سراؤں کی شمولیت ضروری ہے اور بحیثیت عوام یہ ان کا حق ہے کہ ان کو نمائندگی دی جائے کیونکہ عام لوگ اس تکلیف دہ احساس کو نہیں جان سکتے۔ قانون سازی کے اس حق کو تمام سیاسی جماعتوں کو اپنے منشور اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں تسلیم کرنا چاہئے اور انہیں قومی سیاست کے دھارے میں شامل کرنا چاہئے۔

عام طور پر مخنث بچوں کی پیدائش پر لوگوں کے گھر جاتے ہیں اور مبارکباد دے کر مانگتے ہیں کسی کے گھر بچہ

پیدا ہونے پر خواجہ سراؤں کا مبارک باد دینا اور روزگار کمانا تو عام ہے۔خواجہ سراؤں کے اسی طور کو بچوں کو ماں کا دودھ پلانے اور ٹیکے لگوانے کی ترغیب کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔فلاحی پروگراموں کے لئے ان کی تربیت کی جا سکتی ہے، انہیں زچہ و بچہ کی صحت کے بارے میں پیغام پہنچانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔جس گھر میں بچہ پیدا ہوگا خواجہ سراؤں کی ٹیم وہاں جا کر نغمے گائے جن کے بول ذرا مختلف ہوں اور ان کے ذریعے بتایا جائے کہ بچے کو ماں کا دودھ دیں اور زچہ کے لیے صحیح غذا کیا ہے۔عام طور پر خواجہ سراؤں کی تعلیم و تربیت کا کوئی نظام نہیں ہوتا، اس لیے اس بڑے انسانی وسیلے کا کوئی استعمال نہیں ہو پاتا۔اگر حکومت چاہے تو خواجہ سراؤں کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کر کے انہیں معاشرتی دھارے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ہسپتالوں میں ان سے نرسنگ کا کام لیا جا سکتا ہے نیز یہ لوگ پولیو کے خاتمہ مہم میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ہمارے معاشرے کا ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ احترام آدمیت نہیں رہا۔ان لوگوں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ معاشرے میں فحاشی پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مانا کہ یہ معاشرے میں کچھ برے کاموں کا ذریعہ بنتے ہیں لیکن یہ برائی بھی اسی معاشرے ہی کی پیداوار ہے۔ان کی یہ تیسری جنس انہیں گندی عادات پر مجبور نہیں کرتی بلکہ معاشرہ ہی کے چند لوگ انہیں اس طرف مائل کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ اُسے عادت اور پیشہ بنا لیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے نے ان لوگوں پر ہر قسم کے روزگار کے دروازے بند کر رکھے ہیں، پھر ان کے پاس کرنے کو وہی کچھ رہ جاتا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ایک بچہ اگر پیدائشی طور پر معذور ہوتا ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے، نہ اس کی زندگی برباد ہونی چاہئے اور نہ ہی اس پر زندگی کے دروازے بند کرنے چاہیں۔ریاست کا قانون سب کے لئے برابر ہونا چاہئے۔حکومت کو چاہئے کہ ان کی مردم شماری کے بعد ان کی تعداد کا تعین کیا جائے اور پھر ان کے لئے ایک ادارہ بنایا جائے اور ایک فنڈ مختص کیا جائے، اس فنڈ سے ان کے لئے چھوٹی فیکٹریاں اور کارخانے لگا کر ان سے وہاں کام لیا جائے۔جس کے بدلے میں ان کو اتنا پیسہ ملے کہ یہ اس طرح سڑکوں اور گھر گھر جا کر بھیک نہ مانگیں اور عزت سے اپنے روزگار سے اپنا گزر بسر کر سکیں۔تب ہی ان کی معاشرے میں عزت بھی بحال ہو سکتی ہے اور یہ اپنا مقام بھی بنا سکتے ہیں۔مجموعی طور پر عوام کا رویہ بالعموم حوصلہ افزائی کم اور حوصلہ شکنی کرنے کا زیادہ ہے۔سپریم کورٹ آف پاکستان نے ان کو بنیادی حقوق دلوانے کے لیے حکومت کو قانون سازی کی ہدایت کی ہے جو کہ ایک خوش آئند بات ہے۔جس میں ان کے شناختی کارڈ، ووٹ کا حق اور وراثت میں ان کا حصہ اور دیگر اس طرح کی بنیادی باتیں شامل ہیں۔اس قانون سازی سے اس بات کی قوی امید ہے کہ خواجہ سراؤں کو بنیادی حقوق مل سکیں گے جس سے ان کے طرز معاشرت میں مثبت تبدیلی آ سکے گی۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) مسلم بن الحجاج القشیری ،صحیح مسلم،کتاب البروالصلة،باب فضل الضعفاء والخاملین،رقم ۶۸۴۸۔دارالأفاق الجدیدة،بیروت۔

(۲) البخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللهﷺوسننه وأیامه، باب الولدللفراش حرةکانت أوأمة،رقم ۶۳۶۸،دار ابن کثیر، الیمامة بیروت،۱۴۰۷ھ /۱۹۸۷ء،۶ /۲۴۸۱ ؛ صحیح مسلم، الرضاع ، باب الولد للفراش وتوفی الشبهات ،رقم ۳۶۸۸،۴/۱۷۱۔

(۳) شیخ سلیم احمد (مرتب)،امیرخسرو،نگارشات پبلیشرز لاہور،۲۰۰۷ء،ص ۵۸۔

(۴) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن ،مجموعہ قوانین اسلام،ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ،۵/۱۸۸۸۔

(۵) الجامع الصحیح المختصر ، کتاب اللباس ،باب المتشبهین بالنساء،رقم ۵۵۴۶،۵/۲۲۰۷۔

(۶) المرغینانی،برہان الدین علی بن أبی بکر،الهدایة فی شرح بدایة المبتدی،کتاب الخنثیٰ ،تحقیق طلال یوسف ،داراحیاءالتراث العربی بیروت،۱/۶۔

(۷) القدوری ،ابو الحسن أحمد بن محمد، المختصر القدوری،کتاب الخنثی، مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ،ص ۱۲۴ ؛ الکاسانی،علاؤالدین أبو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،فَصل فی بَیَانُ مَا یُعرَفُ بِهِ الخنثیٰ،دارالکتب العلمیة بیروت،۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء،۱۶/۴۷۱۔

(۸) قدری پاشا،الاحکام الشرعیة فی الاحوال الشخصیة،مطبوعہ مصر،۱۸۹۵،دفعہ۶۳۳۔

(۹) السرخسی،شمس الدین أبو بکر محمد بن أبی سہل،کتاب المبسوط ،بتحقیق خلیل محی الدین المیس،دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت،۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء،۱۰/۲۷۲؛ النسفی ، ابوالبرکات عبد اللہ بن أحمد بن محمود،البحر الرائق ،دارالکتب العلمیة بیروت،۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

(۱۰) القرطبی،أبوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد،التمهید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید،المحقق مصطفیٰ ابن أحمد العلوی،الحدیث الاربعون،مؤسسة القرطبه،۲۲/۲۷۳ ۔

(۱۱) محمد الشربنی الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفة معانی الالفاظ المنهاج، کتاب الشهادات،مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر،۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء، ۴/۴۳۰۔

(۱۲) ابن قدامة،عبداللہ بن أحمد أبومحمد المقدسی، المغنی فی فقه الإمام أحمد بن حنبل ،دار الفکر بیروت،الطبعة الأولی،۱۴۰۵ھ،فصل حکم النظر إلی الطفلة التی لا تصلح للنکاح،۷/۴۶۲۔

(۱۳) الجامع الصحیح المختصر ، کتاب اللباس، باب المتشبھین باالنساء،رقم ۵۵۴۶۔

(۱۴) ابو داؤد،سلیمان بن اشعث،سنن أبی داؤد،الحدود،باب فی من عمل عمل قوم لوط،رقم ۴۴۶۴، دارلکتاب العربی بیروت،۲۶۹/۴۔

(۱۵) سنن أبی داؤد،الآداب، فی الحکم فی المخنثین،رقم ۴۹۳۰،۴/۴۳۸۔

(۱۶) الزیلعی ،جمال الدین أبومحمدعبداللہ بن یوسف،تخریج الأحادیث والآثارالواقعۃفی تفسیرالکشاف للزمخشری، باب سورۃالنحل ،المحقق عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد ،دارابن خزیمۃ ،الریاض،۱۴۱۴ھ ،رقم ۶۷۸،۲/۲۲۹۔

(۱۷) صحیح مسلم ،کتاب السلام ،باب منع المخنث من الدخول علی النساء الأجانب،رقم ۳۱۸۱۔

(۱۸) الجامع الصحیح المختصر ،کتاب الادب،باب المعاریض مندوحۃ عن الکذب،رقم ۵۸۵۷،

(۱۹) الجامع الصحیح المختصر، تکاب اللباس ،باب إخراج المتشبھین بالنساء من البیوت،رقم ۵۵۴۷۔

(۲۰) ابن حجرالعسقلانی،أحمد بن علی أبوالفضل،فتح الباری شرح صحیح البخاری،دار المعرفۃ بیروت،۱۳۷۹ھ، قولہ باب قص الشارب،۱۰/۳۳۴۔

(۲۱) ایضاً،کتاب البیوع ،۱/۳۰۷

(۲۲) الجامع الصحیح المختصر ، بَاب غَزْوَۃِ الطَّائِف،رقم ۴۰۶۹۔

(۲۳) ابن حجرالعسقلانی،أحمد بن علی أبوالفضل،الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، دارالجیل ،بیروت،الطبعۃ الأولی ،۱۴۱۲ھ، بتحقیق علی محمد البجاوی،رقم ۸۹۴۸،۶/۵۳۲ ۔

۲۴۔ ایضاً،رقم ۹۰۲۶،۶/۵۶۴۔

(۲۵) البیہقی ،أبوبکرأحمدبن الحسین بن علی،السنن الکبری، باب مَا جَاءَ فِی نَفْیِ الْمُخَنَّثِینَ،مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند ببلدۃ حیدرآباد،الطبعۃ الأولی۱۳۴۴ھ،۲/۲۲۴ ،رقم ۱۷۴۴۱۔

(۲۶) الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ ،رقم ۷۵۸۸،۵/۷۰۲۔

(۲۷) ابن الأثیر، أبو الحسن علی بن محمد،أسد الغابۃ ،دار إحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۷ھ /۱۹۹۶ء، الطبعۃ الأولی ، باب الام، مازن بن الغضوبۃ ،۱/۹۵۲۔

(۲۸) بدایۃ المبتدی ،کتاب الخنثی، فصل فی بیانہ وإذا کان للمولود فرج وذکر فھو خنثی،ص ۲۶۵۔

(۲۹) المبسوط ،کتاب الخنثی،۳۰/۱۹۷۔

(۳۰) سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ،الصلاۃ ،باب الجمعۃ للملوک والمرأۃ،رقم ۱۰۶۹،۱/۴۱۲۔

(۳۱) متن بدایہ المبتدی فی فقہ الامام أبی حنیفہ ،ص ۱۴

(۳۲) الخرقی، أبوالقاسم عمربن الحسین بن عبداللہ،متن الخرقی علی مذھب ابی عبد اللہ أحمد بن حنبل ،باب

الامامة، دار الصحابة للتراث،۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء،۲۹/۱۔

(۳۳) الجامع الصحیح المختصر، کتاب الجماعة والامامة، باب إمامة المفتون والمبتدع، رقم ۶۶۳، ۲۴۶/۱۔

(۳۴) الکاسانی، علاء الدین أبوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الثانیة ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، ۴۲۸/۱۔

(۳۵) الفتاوی الهندیه، کتاب الصلاة، الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِی بَیَانِ مَنْ یَصْلُحُ إمَامًا لِغَیْرِهِ، المطبعه الکبریٰ الامیریة ببولاق مصر،۱۳۱۰ھ،۱۳۵/۳۔

(۳۶) المبسوط، کتاب الخنثیٰ، ۱۹۳/۳۰۔

(۳۷) ایضاً، کتاب الخنثی، ۱۸۶/۳۰،

(۳۸) قدری پاشا، الاحکام الشرعیة فی الاحوال الشخصیة، مطبوعہ مصر، ۱۸۹۵، دفعہ ۶۳۳۔

(۳۹) ابن الهمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، فَصْلٌ فِی الْوَطْءِ وَالنَّظَرِ وَاللَّمْسِ، ۲۲۲/۲۲۔

(۴۰) المبسوط، کتاب الاستحسان، وَالْعَبْدُ فِیمَا یَنْظُرُ مِنْ سَیِّدَتِهِ، ۲۷۲/۱۰؛ مغنی المحتاج، کتاب النکاح، ۱۲/ ۳۶

(۴۱) الزبیدی، أبوبکر بن علی بن محمد الحداد، الجوهرة النیرة شرح مختصر القدوری، کتاب الصیدالزبائح، ۲۵۸/۵۔

(۴۲) الفواکه الدوانی علی رسالة ابن أبی زید القیروانی، بابٌ فِی الضَّحَایَا وَالذَّبَائِحِ وَالْعَقِیقَةِ، ۳۲۸/۴۔

(۴۳) انظر: ابوزکریا محی الدین بن شرف النووی، المجموع شرح المهذب، باب الصید والذبائح، دار الفکر، ۷۷/۹

(۴۴) انظر: لمغنی فی فقه الإمام أحمد بن حنبل لابن قدامه، مسألة ذبیحة من أطاق الذبح من المسلمین وأهل الکتاب حلال، دار الفکر بیروت، الطبعة الأولی، ۱۴۰۵ھ، ۵۵/۱۱۔

(۴۵) الفتاویٰ الهندیه، کِتَابُ الشَّهَادَاتِ، فصل فیمن لاتقبل الشهادة، ۳۴۶/۲۵۔

(۴۶) الجوهرة النیرة، کتاب الشهادات، ۴۵۰/۵۔

(۴۷) الفتاویٰ الهندیه، ۴۳۸/۶۔

(۴۸) محمود بن أحمد بن الصدر الشهید النجاری برهان الدین مازه، المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی، کتاب النکاح، الفصل الثالث والعشرون: فی العنین والمجبوب والخصی، دار إحیاء التراث العربی، ۳۵۲/۳۔

(۴۹) بابن نجیم، زین الدین بن إبراهیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، بتحقیق احمد عزو عنایة الدمشقی، دار احیاء التراث العربی، الطبعة الاولی 1422 ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء، ۳۳۷/۲۲؛ کتاب المبسوط للسرخسی، کتاب الخنثی، ۲۰۸/۳۰۔

(۵۰) متن بدایة البتدی، کتاب الخنثی، ص ۲۶۵۔

(۵۱) المبسوط، کتاب الخنثی، ۲۰۸/۳۰ ۔

(۵۲) الجوهرة النيره للزبيدی، كتاب الخنثى ،۴۰۷/۳۔

(۵۳) كتاب المبسوط للسرخسی ،كتاب الخنثی، باب غسل الميت،۱۱۷/۲۔

(۵۴) ایضاً،۱۹۵/۳۰۔

(۵۵) الترمذی ، أبو عيسى محمد بن عيسى ، سنن الترمذی، الحدود ، باب ماجاء فی درء الحدود ، رقم ۱۴۲۴، دار إحياء التراث العربی بيروت،۳۳/۴۔

(۵۶) سنن أبی داؤد ، الحدود، باب فی من عمل عمل قوم لوط ،رقم ۴۴۶۴،۲۶۹/۴۔

(۵۷) الفتاویٰ الهنديه،كتاب الخنثیٰ ،فی احكام الخنثیٰ ،۱۳۱۰ھ،۴۳۷/۶۔

(۵۸) قرارالمجمع الفقهی الاسلامی بمكةالمكرمة،الدورةالحادی عشرة، القرار السادس،١٤٠٩ھ ؛ فتوى دارلافتاء المصرية الصادر فی يونيو١٩٨١ء ،قم ١٢٢٨ بعنوان تحويل الرجل الی امرأة و با العكس جائز للضرورة۔

(۵۹) احمد بن حنبل،مسند امام احمد،رقم ۲۳۴۸۹،تحقیق الارنووط،مؤسسة الرسالة بیروت،۱۹۹۹ء۔

(۶۰) السنن ابی داؤد ،السنة،باب فی القدر رقم ۴۶۹۷،۳۵۹/۴۔

(۶۱) الحمیدی،محمد بن فتوح،الجمع بين الصحيحين البخاری و المسلم،دار ابن حزم ،۲۰۰۲ء،ص ۱۸۴۷۔

(۶۲) حاکم ،امام،المستدرك علی الصحيحين،دار المعرفة بیروت،۱۹۸۶ء، رقم ۲۵۰۹،۳/ ۹۴۳۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆